بسم اللہ الرحمن الرحیم

علماء کنونشن

مدیر کے قلم سے

۲۵ جنوری ۲۰۰۶ء کو جامعہ بنوری ٹاؤن کراچی میں اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کے زیر اہتمام علماء کنونشن منعقد ہو رہا ہے، اس سے پہلے یکم جنوری کو جامعہ محمدیہ اسلام آباد میں علماء کنونشن ہوا تھا، جس میں ممتاز علماء، قومی اور سیاسی شخصیات اور مدارس کے منتظمین اور اساتذہ نے شرکت کی تھی، کراچی کے اس کنونشن کے بعد ۱۵ فروری ۲۰۰۶ء کو لاہور میں بھی اسی طرح کا کنونشن منعقد ہوگا۔

۷ جولائی ۲۰۰۵ء کو لندن بم دھماکوں کے بعد صدر صاحب نے غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری کا فیصلہ کیا تھا جس کی آخری تاریخ ۳۱ دسمبر ۲۰۰۵ء مقرر کی گئی تھی، اسلام آباد کنونشن میں غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری ایک مرکزی ایشو تھا، چنانچہ پانچ شقوں پر مشتمل اس کا جو اعلامیہ جاری کیا گیا، اس میں پہلی شق اس سے متعلق تھی، اس میں لکھا تھا:

> ''کنونشن میں غیر ملکی طلباء کے حوالے سے مدارس کو ہراساں کرنے پر تشویش کا اظہار کرتے ہوئے طے کیا گیا کہ کسی بھی طالب علم کو واپس نہیں جانے دیا جائے گا، ہر طالب علم کا یہ حق ہے کہ وہ مکمل طور پر آزادانہ ماحول میں رہ کر اپنی تعلیم کو مکمل کرے خاص طور پر جب کہ وہ اپنے تمام قانونی کاغذات مکمل رکھتا ہو۔ کنونشن اس سلسلہ میں تمام حکومتی اقدامات کو رد کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ وہ نہ صرف موجودہ طلباء کو اپنا تعلیمی کیریئر مکمل کرنے دے بلکہ آئندہ کے لیے بھی دینی اور تبلیغی مقاصد کے لیے آنے والے کسی بھی مستحق طالب علم کو روکنے کی پالیسی ترک کرے اس لیے کہ شرکاء کنونشن یہ سمجھتے ہیں کہ یہ لوگ نہ صرف ہمارے مہمان ہیں اور ہمیں ان کی تعلیمی امداد کو جاری رکھنا ہے بلکہ یہ لوگ ہمیشہ ہمارے ملک کے غیر سرکاری سفیر کا کردار ادا کرتے ہیں انہیں ہم واپس کریں اور انڈیا ان کا خیر مقدم کرے اور اپنے مقاصد ان سے حاصل کرے تو یہ عمل ہماری خارجہ پالیسی کے اعتبار سے بھی انتہائی غلط اقدام قرار دیا جائے گا''۔

اعلامیہ میں دینی مدارس کی اسناد کی مسلمہ حیثیت کو ختم کرنے اور اسے متنازع بنانے کی سازشوں پر احتجاج کیا گیا اور کنونشن نے مطالبہ کیا کہ مدارس کی تمام اسناد کو نہ صرف یہ کہ تسلیم کیا جائے بلکہ مختلف مکاتب فکر کے امتحانی وفاقوں کو سرکاری طور پر خود مختار تعلیمی اور امتحانی بورڈ کا درجہ دیا جائے، مدارس کے منتظمین کو ہراساں کرنے اور علماء کی بلاوجہ گرفتاریوں کی مذمت کی گئی تھی، کنونشن کے بعد جو قراردادیں جاری کی گئی تھیں، ان میں دو قراردادیں، عام نصاب تعلیم اور حکومتی سرپرستی میں بے حیائی اور فحاشی کے فروغ سے متعلق بھی تھیں، جن میں لکھا تھا:

''یہ نمائندہ علماء کنونشن اس بات پر شدید تشویش کا اظہار کرتا ہے کہ بیرونی قوتوں کے ایماء پر سیکولر اور غیر اسلامی تہذیب کو رواج دینے کے لیے ''نصاب تعلیم'' کو نہایت بھونڈے طریقے سے تبدیل کیا جا رہا ہے۔ نصاب تعلیم سے قرآنی آیات احادیث، جہاد کی تعلیمات اور عبادات بالخصوص نماز کو نصاب تعلیم سے خارج کرنے کی مذموم کوشش دینی معاملات میں صریح مداخلت ہے۔ ملک پاکستان کے غیور عوام اس طرح کی سازشوں کو کبھی بھی کامیاب نہیں ہونے دیں گے۔ غیر ملکی قوتوں کے ایماء پر نصاب تعلیم میں تبدیلی اس ملک کے عوام کو اسلامی تشخص سے محروم کرنے کی سنگین سازش ہے۔ قیام پاکستان سے لے کر اب تک ہمارا نظام تعلیم بالعموم اسلامی اقدار سے ہم آہنگ رہا ہے یہ پہلی حکومت ہے جو نصاب تعلیم کو یکسر سیکولر بنانے کی ناپاک جسارت کر رہی ہے۔ ان شاء اللہ ہم ایسی کسی کوشش کو کامیاب نہیں ہونے دیں گے''۔

''اتحاد تنظیمات مدارس دینیہ کا یہ نمائندہ علماء کنونشن حکومت کی سرپرستی میں بے حیائی اور فحاشی کو منظم طریقے سے فروغ دینے کی مہم جوئی کی شدید مذمت کرتا ہے بالخصوص میراتھن ریس اور میڈیا میں عریانی کے مناظر اور جنسی اشتہارات کی اشاعت جیسے حیا سوز اقدامات اس قوم کی دینی حمیت اور ملی غیرت کے لیے چیلنج ہیں۔ اگر ان اقدامات کو نہ روکا گیا تو حکمرانوں کو شدید عوامی ردعمل کا سامنا کرنا پڑے گا۔ ہم بجا طور پر محسوس کرتے ہیں کہ نام نہاد روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے پس پردہ غیر ملکی آقاؤں کے عزائم کی تکمیل کی مذموم کوشش کی جا رہی ہے''۔

کنونشن کا اختتام اس عزم کے ساتھ ہوا تھا:

''ہم قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے سے گریز کرنا چاہتے ہیں لیکن یہ وضاحت ضروری ہے کہ دینی مدارس کی تحفظ اور بقاء کی خاطر ان شاء اللہ تعالیٰ ہم ہر قربانی کے لیے تیار ہیں اور اس معاملے میں ہر حکومتی رویہ اور اقدامات کی بھرپور مخالفت کرتے ہیں اور کرتے رہیں گے''۔

۲۵ جنوری اور ۱۵ فروری ۲۰۰۶ء کے کنونشنوں کا اعلامیہ بھی تقریباً ان ہی نکات پر مشتمل ہوگا۔ ۱۵ فروری ۲۰۰۶ء کے بعد، ایک ملک گیر تحفظ مدارس دینیہ علماء کنونشن اسلام آباد میں منعقد کیا جائے گا جس میں مطالبات تسلیم نہ کیے جانے کی صورت میں آئندہ کے لیے فیصلہ کن احتجاجی لائحہ عمل کا اعلان کیا جائے گا۔

رجسٹریشن، تعلیمی اسناد، غیر ملکی طلبہ کی ملک بدری اور مدارس کو وقتاً فوقتاً مختلف حیلوں بہانوں سے ہراساں کرنا...... یہ چار اہم ایشوز ہیں جن پر گذشتہ چند سالوں سے حکومت کے ساتھ مذاکرات چل رہے ہیں، رجسٹریشن کا معاملہ کافی حد تک حل ہوتا نظر آ رہا ہے، اتحاد مدارس کی طرف سے رجسٹریشن کے لیے جو شرطیں طے کی گئی تھیں، حکومت نے ان سب کو تسلیم کر لیا ہے اور نیا صدارتی آرڈی ننس ترمیم شدہ ہے، البتہ اس آرڈی ننس کو صوبائی اور قومی اسمبلیوں سے اب تک منظور نہیں کروایا گیا جس کے بغیر یہ باقاعدہ قانون کا حصہ نہیں بن سکے گا، وزارت مذہبی امور کی طرف سے اس بات کی پوری ضمانت دی گئی ہے کہ اسمبلیوں سے متعلقہ ترمیم شدہ آرڈی ننس بغیر کسی حک و اضافے کے منظور کرایا جائے گا لیکن بہرحال اس بات کے امکان کو یکسر مسترد نہیں کیا جا سکتا کہ اسمبلیوں میں پہنچنے سے قبل کچھ موثر ناگہانی ہاتھ اس میں اتحاد

مدارس کے منشا کے خلاف کچھ ترمیم وتبدیلی کردے...... ہمارے سرکاری ڈھانچے میں شروع ہی سے بیرونی طاغوتی قوتوں نے ایسا نفوذ حاصل کیا ہے کہ کئی قوانین طے ہوجانے کے باوجود جب ان کی حتمی شکل قوم کے سامنے آتی ہیں تو ان میں خفیہ ہاتھوں کی ترمیم وتبدیلی کا زہر شامل ہوتا ہے، اس کی ایک واضح مثال ۱۹۸۲ء میں مدارس کی عالمیہ کی سند کو ایم اے اسلامیات اور ایم اے عربی کے مساوی قرار دینے کی ہے، جو صدارتی نوٹیفکیشن جاری کیا گیا، اس میں کسی نے ''تدریسی اور تعلیمی مقصد کے لیے'' کے الفاظ بڑھادیئے جو آج تک مسائل پیدا کررہے ہیں، عالمیہ کے علاوہ باقی چار تعلیمی مراحل کی اسناد کو اب تک سرکاری سطح پر تسلیم نہیں کیا گیا، یوں ۱۹۸۲ء کے بعد اس سلسلے میں کوئی پیش رفت نہیں ہوسکی بلکہ عالمیہ کی سند کو جو حیثیت اس وقت ایک صدارتی نوٹیفکیشن کے ذریعے دی گئی تھی، اس کو بھی متنازع بنا کر ختم کیا جارہا ہے۔ حالانکہ مدارس کے نصاب میں، اس کے بعد سے عصری علوم کے مضامین شامل کیے گئے تھے، حکومت کا مطالبہ تھا کہ انگریزی، سائنس، ریاضی اور مطالعہ پاکستان چار مضامین مدارس کے نصاب میں شامل ہونے چاہئیں۔ آج مدارس کے نصاب کے پہلے مرحلے متوسطہ میں یہ چاروں مضامین شامل ہیں، سرکاری اسکولوں کی طرح اگرچہ ان مضامین کی تعلیم کے معیار میں ابھی مزید بہتری پیدا کرنے کی کافی گنجائش موجود ہے تاہم کئی سال ہوگئے کہ انہیں باقاعدہ نصاب کا حصہ بنادیا گیا ہے۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اتحاد مدارس کی طرف سے فیصلہ کن احتجاج کا لائحہ عمل طے ہو، یقیناً ایم ایم اے اور دوسری سیاسی جماعتیں، اس وقت ان کا ساتھ دیں گی، یہ تاثر درست نہیں کہ صدر پرویز صاحب کسی احتجاج کا اثر قبول نہیں کرتے، ابھی حال ہی میں کالا باغ ڈیم پر بڑے عزم کے ساتھ بڑھنے کے باوجود انھوں نے راتوں رات پلٹا کھایا اور اگلے دن قوم کے سامنے پانچ ڈیموں کا ایک نیا منصوبہ پیش کیا۔

ہم شروع ہی سے یہ لکھتے آرہے ہیں کہ اسلامیان پاکستان کے سلگتے ہوئے مسائل کا واحد حل مؤثر اور مسلسل احتجاج ہے جو پُرامن طریقے اور مکمل جمہوری روایات کے مطابق ہو، سقوط افغانستان کے بعد پاکستان کی مخلص محب وطن قوتوں پر خاموشی کی جو کہر چھا گئی ہے معلوم نہیں کیسے چھٹے گی اور کب فضا صاف وخوشگوار نظر آئے گی، آخر میں خاور احمد کی غزل کے چند شعر:

کبھی تو ہم بھی جہاز رانوں کے ساتھ نکلیں — سفر پہ نکلیں مگر مکانوں کے ساتھ نکلیں
حصارِ دیوار و در سے فرار ہوکر — کھلے سمندر میں بادبانوں کے ساتھ نکلیں
کسی کنارے پر کچھ نوادر اتار آئیں — کہیں سے پہلی سحر اذانوں کے ساتھ نکلیں
نئے فسانے سنا کے ساحل کی بستیوں سے — گئے زمانوں کی داستانوں کے ساتھ نکلیں

☆☆☆